دلّی کا آخری مغل تاجدار
جدید تاریخی تحقیق کی روشنی میں

از جناب ہدایت الرحمٰن صاحب محسنی ایم اے

(۳)

۱۴۔ لارڈ موئیرا کے حکم سے گورنر جنرل کی مہر سے ایسے نشانات بھی حذف کر دیئے گئے جن سے سلطنتِ مغلیہ کی ماتحتی کا اظہار مقصود تھا۔ ان امور کی بنا پر کئی سال تک بادشاہ اور برطانوی حکومت کے درمیان خط وکتابت بند رہی۔ بایں ہمہ ۱۸۲۷ء میں لارڈ امہرسٹ نے بادشاہ سے ملاقات کی جسکو دوستانہ تعلقات کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔ اس موقعہ پر نذر پیش کرنے کے مسئلہ کو بڑی احتیاط سے نظر انداز کیا گیا تھا۔ بادشاہ سے خط وکتابت کے سلسلہ میں بھی لارڈ امہرسٹ نے ایسے تمام فقروں اور عبارتوں کو ترک کر دیا جس سے یہ مترشح ہونے کا امکان ہو کہ کمپنی بہادر سلطنتِ ہند کے زیرِ نگیں ہے۔ ان تبدیلیوں پر بادشاہ نے ہمیشہ ایسے زوردار الفاظ میں اپنی توہین کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جو کسی صورت میں زیرِ غور معروضات سے کم نہ تھے۔ اسی وجہ سے لارڈ ولیم بنٹنگ نے دانستہ طور پر بادشاہ کی ملاقات سے احتراز ضروری سمجھا۔ جہانتک حالات پہنچ چکے تھے اب یہ ممکن نہ تھا کہ بادشاہ کی آرزو کے مطابق برطانوی افسر اپنے رویہ کو تبدیل کریں۔ موجودہ گورنر جنرل اپنے پیش روؤں کے نقش قدم پر چلنا ضروری خیال کرتے تھے۔ لارڈ امہرسٹ کا اپنا خیال بھی یہی تھا کہ نام نہاد مغل شاہنشاہیت کا ظاہری طور پر اعتراف کرتے رہنا ایک قابلِ اعتراض طرزِ عمل ہے بحالت موجودہ تباہ شدہ شاہی خاندان ایک معمولی

ہمدردی کے علاوہ دوسری مراعات کا مستحق نہ تھا۔

۱۵۔ مذکورہ بالا ملاقات کے بعد جب لارڈ اٰمہرسٹ کلکتہ واپس آئے تو انھوں نے مجلسِ مشاورت کے اتفاق سے یہ فیصلہ کیا کہ سفیرِ دہلی کا گورنر جنرل کی جانب سے سال میں چار تہواروں پر بادشاہ کی حضور میں نذر گذراننا کمپنی بہادر کے اقتدار کے منافی ہے۔ بقدرِ ان رقومات کے یا تو بادشاہ کے وظیفہ میں اضافہ کردیا جائے یا یہ رقم بھی اُن نذرانوں میں ملادی جائے جو برطانوی ایجنٹ اپنی طرف سے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ ۱۰ر نومبر ۱۸۳۳ء کو ہم نے یہ منظور کرلیا کہ گورنر جنرل کے نذرانوں کی رقم بھی ایجنٹ ہی اپنے نذرانوں میں اضافہ کرکے پیش کیا کرے۔

۱۶۔ جب ماسبق گورنر جنرل کی توجہ ان سالانہ نذرانوں کی طرف مبذول کرائی گئی جو لارڈ اٰمہرسٹ نے ایجنٹ کے نذرانوں میں اضافہ کی صورت میں برقرار رکھی تھیں تو یہ طے پایا کہ ماتحتی کا یہ ادنیٰ مظاہرہ بھی ناقابلِ برداشت ہے۔ چنانچہ انھوں نے اُن رقومات کو کلیتہً ترک کردینے کے احکامات صادر فرمادیے اور ساتھ ساتھ ملکِ معظم کو اطمینان دلادیا گیا کہ حکومتِ برطانیہ کے نمایندوں کو ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ بادشاہ کے ساتھ رواداری اور توجہ سے پیش آئیں اور حسبِ معمول دوستانہ تعلقات برقرار رکھنے کیلئے بطورِ خود نذرانے بھی پیش کریں۔

۱۷۔ ملکِ معظم نے ۲۶ر مارچ ۱۸۴۳ء کے خریطہ میں نذرانہ ترک ہوجانے پر مالی نقصان کی پرزور الفاظ میں شکایت کی۔ بنابریں گورنر جنرل نے حکم صادر فرمایا کہ بادشاہ کے ماہانہ وظیفہ میں دس ہزار روپیہ سالانہ کا اضافہ کردیا جائے۔ گو اس موقعہ پر بھی وہی طریقۂ کار اختیار کیا گیا جو پہلے برتا گیا تھا۔

۱۸۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ مملکتِ ہندوستان میں کمپنی بہادر کی حکومت کو جو بلند رتبہ حاصل ہوچکا ہے اس کے پیشِ نظر یہ امر کسی حالت میں بھی سزاوار نہیں ہے کہ برطانوی سلطنت کے نمایندے بادشاہ کی جناب میں خراجِ عقیدت کے طور پر نذرانہ پیش کرکے مغلیہ سلطنت کی اطاعت

گذاری کا اعتراف کریں ۔

۱۹۔ تاہم ان مصالح کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ بغیر کسی قصور کے ایک شخص سے وہ مراعات واپس لے لیں جن کا وہ روایتاً عادی ہو چکا ہے۔ اسی بنا پر ہم نے اپنے یکم مئی نمبر ۱۹ کے مراسلہ میں (جو قرائن سے معلوم ہوتا ہے شمال مغربی صوبجات کے لفٹنٹ گورنر کو بھیجدیا گیا ہے ۔) جہاں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ اکثر صورتوں میں برطانوی حکومت کے نمایندوں کے لئے مقامی حکمرانوں کے سامنے سیاسی ماتحتی اور کمتری کا مروجہ طریقہ کار ختم کر دینا ضروری ہے وہاں یہ بھی تحریر ہے کہ ہم تیمور خاندان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے مجوزہ تبدیلیوں کو مغل بادشاہ کی آئندہ رسم تاجپوشی تک ملتوی رکھیں گے ۔ گویا بادشاہ کے احتجاج کی بنا پر مروجہ رسوم شاہی ان کی زندگی تک باقی رہینگی

۲۰۔ ہم خیال کرتے ہیں اس اصول پر عمل کیا جا رہا ہے ۔

۲۱۔ اب ہم شاہی مراسلات کے اس حصہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جس میں شاہی وظیفہ کے اضافہ پر زور دیا گیا ہے ۔

۲۲۔ جو گذارشات گورنر جنرل کی خدمت میں جنوری ۱۸۴۳ء میں پیش کی گئی ہیں اُن کا وہ حصہ جو شاہی وظیفہ سے متعلق ہے ذیل کی عبارت پر مشتمل ہے ۔

> "یہ کہ ایک لاکھ روپیہ سالانہ کا وظیفہ جو حکومت نے شاہی خاندان کی گذر اوقات کیلئے مقرر کیا تھا افزائش نسل کی وجہ سے موجودہ ضروریات کیلئے قطعی ناکافی ہے۔ چونکہ موجودہ اخراجات آمدنی سے بہت زیادہ ہیں اسلئے وظیفہ کی کمی شاہی خاندان کیلئے بیحد دشواریوں کا باعث بنی ہوئی ہے اسی وجہ سے دربار کے نظام میں ابتری پیدا ہوگئی ہے اور ملک معظم کیلئے انتہائی پریشانی کا سبب ہے۔ نظم و نسق کی یہ خرابیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اور ان کا تدارک صرف توسیع وظیفہ ہی سے ممکن ہے ۔

"یہ کہ سابق بادشاہ کے عہد حکومت میں برطانوی افسران نے ملک معظم کی انھیں دشواریوں کا احساس کرتے ہوئے شاہی وظیفہ میں اضافہ منظور کیا تھا۔ ملک معظم کی خواہش ہے کہ اضافہ شدہ رقم کی تقسیم کا مسئلہ بھی انہی کے اختیار میں رکھا جائے تاکہ وہ ہر شخص کی ضروریات کا اندازہ لگا کر اپنے طور پر سے مقرر فرما سکیں۔ مزید برآں توسیع وظیفہ کے ابتدائی احکام کی تاریخ سے تاحال غیر ادا شدہ رقوم یکشت ملک معظم کو ادا کر دی جائیں۔ تاکہ گذشتہ سالوں کے قرضے بیباق کئے جاسکیں اور شاہی عمارتوں کی مرمت کرائی جاسکے۔"

۲۳۔ ملک معظم کا یہ خط جو ۱۹ر جنوری ۱۸۴۰ء کا تحریر کردہ ہے بہت سے بے بنیاد دعووں کا حامل ہے۔ دراصل یہ اُن تمام حقوق کی تجدید کراتا ہے جن کے استحکام کے لئے راجہ رام موہن رائے آنجہانی کو ملک معظم کے پیشرو نے انگلستان روانہ کیا تھا اور جس کے بارہ میں ہمارا آخری فیصلہ ۱۸۳۳ء میں روانہ کیا جاچکا ہے۔

۲۴۔ ملک معظم کے ۱۲ لاکھ روپیہ سالانہ کے وظیفہ میں مزید ۳ لاکھ روپیہ سالانہ کا اضافہ کرنیکے سلسلہ میں ہماری شرائط یہ تھیں کہ بادشاہ کو اضافہ شدہ رقم اسوقت ملیگی جب وہ اپنے جملہ حقوق حکومت برطانیہ کے حق میں واگذار کردینگے۔ دوسرے یہ کہ ۲۵ ہزار روپیہ ماہانہ کی رقم شاہی خاندان کے افراد میں گورنر جنرل کے منشار کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ اس تجویز کے مطابق گورنر جنرل نے جو تقسیم منظور کی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

(۱) پانچ ہزار روپیہ سالانہ قلعہ کی مرمت پر صرف ہونگے۔

(۲) 525 روپیہ شاہی خاندان کے کم عمر افراد کی تعلیم پر صرف ہوں گے۔

(۳) دو ہزار روپیہ ولیعہد کے وظیفہ میں اضافہ کئے جائیں گے۔

(۴) پانچ سو روپیہ ملک معظم کی دوسری بیگم کے وظیفہ میں اضافہ کئے جائینگے۔

(۵) اور باقیماندہ رقم ملک معظم کے ایسے غریب خویش واقارب میں تقسیم کی جائیگی جن کے لئے بادشاہ نے گذر اوقات کا کوئی سامان مہیا نہیں کیا ہے۔

اس تقسیم پر زیادہ زور اس وجہ سے دیا گیا تھا کہ بادشاہ کا ذاتی وظیفہ پہلے ہی بہت کافی تھا۔ لیکن یہ شرائط بادشاہ نے قبول نہ کیں اور توسیع وظیفہ کا مسئلہ نامنظور کردیا گیا۔

۲۵- بادشاہ کا وظیفہ جاری کرنے کا مقصد یہ تھا کہ نہ صرف وہ خود بلکہ ان کے ساتھ شاہی خاندان بھی معزز زندگی بسر کرسکے۔ چنانچہ گورنر جنرل اپنے فرضِ منصبی کے پیش نظر سابق ملک معظم کا پیش کردہ طریقہ تقسیم منظور نہ کرسکتے تھے۔

۲۶- شاہ موصوف نے رام موہن رائے کے لڑکوں اور مرزا محمد سلیم کیلئے تین لاکھ روپیہ بطورِ خاص اور تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ماہانہ دائمی طور پر دیا جانا تجویز کیا تھا۔ اضافہ شدہ تین لاکھ روپیہ سالانہ میں سے بادشاہ ایک فیصدی غریبوں میں تقسیم کرنا چاہتے تھے اور اُن کا منشا یہ بھی تھا کہ اس رقم میں سے حسب خواہش ایک غیر متعین رقم اس قرضہ کی ادائگی میں دیتے رہیں جو وقتاً فوقتاً وکلائے شاہی کو کلکتہ اور انگلستان بھیجنے پر صرف ہوا تھا۔

۲۷- بادشاہ کی اپنی تجاویز اور ان کے خاندان کے افراد کے حقیقی مفاد میں اتنا تضاد ہے کہ طرفین میں سے ایک کی خوشنودی حاصل کرنا اور دوسرے کی بہبودی مدنظر رکھنا بیک وقت مشکل ہے۔ بادشاہ کا اولین مقصد یہ ہے کہ کسی نہ کسی طرح دربار کی شاہانہ شان وشوکت برقرار رکھی جائے اور ان کے حلقۂ اثر سے شاہی خاندان کا کوئی فرد کسی حالت میں آزادی حاصل نہ کرسکے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ قلعہ کی چار دیواری میں مقید رہنے کی وجہ سے شاہی خاندان کی موجودہ نسلیں ایک ناقابل اصلاح پستی تک پہونچ چکی ہیں۔

۲۸- پولیٹکل ایجنٹ نے سلاطین کے طبقے کے بارہ میں جو خیال ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے: "یہ لوگ

ہر قسم کے قانون سے آزاد ہیں۔ رائے عامہ کی پروا کیے بغیر کاہلی اور آوارہ منشی کو اپنا مستقل شعار بنا چکے ہیں۔ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور مستقبل کے بہبود کے خیال سے قطعی غافل ہیں" خود سلاطین نے ۱۸۳۹ء کی عرضداشت میں اپنی حالتِ زار کا اس طرح ذکر کیا ہے "شاہ تیمور کی اولاد اور مغل بادشاہوں کے بیٹے اور پوتے، بغیر کسی مالی اعانت کے زندگی گذار رہے ہیں۔ ہم میں سے اکثر تو صبح و شام کی روٹی کیلئے بھی محتاج اور عاجز ہیں۔ ہم کو بادشاہ کی طرف سے جو نام نہاد وظیفہ ملتا ہے وہ ہماری اور ہمارے خاندان کی ضروریات کیلئے ناکافی ہے اور ہمارے پاس کوئی دوسرا ذریعۂ آمدنی نہیں ہے۔"

۲۹۔ اس مظاہرہ کے بعد برطانوی سفیر مقیم دہلی کا یہ فعل صد درجہ دانشمندی پر مبنی تھا کہ اس نے چھوٹے خاندانوں کو قلعہ کے مذموم اثرات سے علیحدہ کرنا چاہا۔ اور یہ تجویز پیش کی کہ ان لوگوں کو برطانوی قوانین کے ماتحت شہروں اور صوبوں میں شہری حقوق دیئے جائیں اور ان کی حسبِ ضرورت وظائف مقرر کیے جائیں۔ سلاطین کو شاہی اقتدار سے آزاد کرانیکا یہ اقدام دوگونہ مصالح کا حامل تھا ایک تو یہ کہ شاہی خاندان کا بیجا غرور اور غلط دعاوی ختم ہوجاتے اور دوسرے یہ کہ عام شہریوں کی مانند سوسائٹی میں رہ کر ان لوگوں میں خود اپنی فلاح و بہبود کا جذبہ پیدا ہوجانا بھی عین قرینِ قیاس تھا۔

۳۰۔ سلاطین کا محض وثیقہ مقرر کردینا بڑی بات نہیں ہے۔ ہمیں اپنے فرائض کے ماتحت اس تباہ شدہ خاندان سے کچھ اور زیادہ ہمدردی ہے۔ ہم یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی دماغی اور ذہنی صلاحیتوں کو ابھاریں لیکن یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ قلعہ کی محدود دنیا اور اس کے نامبارک اثرات سے علیحدہ کردیئے جائیں تاوقتیکہ دنیوی ترقی کے نئے مراحل اور روز افزوں بین الاقوامی تجارت کے اعلیٰ مقاصد سے آگاہ ہو کر وہ اپنے کردار کو بہتر بنا سکیں تاوقتیکہ یہ واحد طریقۂ کار اختیار نہ کیا جائے گا محض وثیقوں میں اضافہ کردینے سے ایک عارضی خوشنودی کے علاوہ اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر حالات جوں کے توں رہے تو آئندہ چند ہی

سالوں میں سلاطین کی تباہی۔ فلاکت۔ آوارگی اور ذلت کی المناک داستان زیادہ سے زیادہ مکمل ہوکر منظر عام پر آئے گی۔ کیونکہ ناعاقبت اندیشی سے یہی نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔

۳۱۔ ہماری یہ عین خواہش ہے کہ اس خاندان کے کم درجہ افراد عام شہریوں میں داخل ہوکر نام نہاد شہزادیت کے تفوق میں گرفتار نہ رہیں۔ اس نہج سے زیادتی وظیفہ سے ان کی زندگی میں بہتری کے آثار پیدا ہوسکتے ہیں۔

۳۲۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تجویز سے بادشاہ کو ہرگز اختلاف نہ ہوتا اگر وہ دیکھتے کہ اس سے ان کو بھی مالی مفاد ہے لیکن اضافہ شدہ رقم پر ان کو اختیار دینے کے معنی یہ ہیں کہ سلاطین کی بہبود کا اہم مقصد قطعی فوت ہوجائے۔

۳۳۔ چھوٹے چھوٹے وظائف کے علاوہ جو حکومت برطانیہ کے احکامات کے ماتحت شاہی خاندان کے کم حیثیت اشخاص وظیفہ شاہی سے حاصل کرتے رہے ہیں ملک معظم ان میں سے اکثر کو گاہ گاہ صرف خاص سے کچھ رقوم دیتے رہے ہیں۔ لیکن برطانوی امداد کے علاوہ وہ کسی مالی اعانت پر بھروسہ نہیں کرسکتے ہیں۔ نہ اس کے جاری رہنے کی کوئی مستحکم توقع کی جاسکتی ہے۔ اگر مستقل وظائف کی طرح ایسی رقوم کی تقسیم پر بھی کوئی پابندی عائد کردی جائے تو یہ امر سلاطین کیلئے بے حد فائدہ مند ہوگا اس کے ساتھ ساتھ سابق بادشاہ کی تجویز کے مطابق اگر وظیفہ شاہی میں اس غرض سے اضافہ کیا جائے کہ ان لوگوں کا خیال رکھا جائیگا تو حالات میں نمایاں بہتری پیدا کی جاسکتی ہے۔

۳۴۔ مذکورہ بالا اصولوں اور مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم آپ (گورنر جنرل) کو اختیار دیتے ہیں کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ کی منظور شدہ رقم میں حسب ضرورت ترمیم کرکے بادشاہ کے سامنے یہ تجویز پیش کریں کہ ان کے ذاتی اخراجات کیلئے ایک مقررہ رقم بشرائط ذیل دیجاسکتی ہے۔

(۱) اول یہ کہ ملک معظم کو مندرجہ بالا اصولوں کے مطابق خاندانِ شاہی کے ادنیٰ افراد میں وظیفہ کی

ایسی رقوم تقسیم کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا جو گورنر جنرل کے خیال میں مناسب سمجھی جائیں۔

(۲) دوسرے یہ کہ ملک معظم ہماری اس تجویز میں حائل نہ ہوں گے کہ ان کے دور دراز کے عزیزوں کو قلعہ سے علیحدہ کر کے کسی ایسے مقام پر جو گورنر جنرل خود تجویز کریں آباد کر دیا جائے۔ اور یہ لوگ حکومت برطانیہ کے عام شہری باشندوں کی حیثیت سے مروجہ قوانین کے تحت اپنی زندگی بسر کریں۔ یہ انتظام بادشاہ کے لئے زیادہ فائدہ مند ہوگا چونکہ ایسے لوگوں کو جو قلعہ سے علیحدہ کئے جائیں گے صرف اضافہ شدہ رقم میں سے وظیفہ دیئے جائیں گے۔ جو وظیفے بادشاہ اپنے پاس سے دیتے ہیں وہ قلعہ سے باہر رہنے والے شاہی خاندان کے افراد پر صرف نہ ہوں گے۔ یہ رقوم بادشاہ کے اپنے مصارف کیلئے بچ سکیں گی۔ اس صورت میں ایسے اشخاص کو بھی وظیفہ جاری کر دیئے جائیں گے جو اب تک مالی امداد سے محروم ہیں۔

۳۵۔ مزید براں چونکہ ملک معظم بحالت موجودہ اپنے قرضوں کی ادائگی کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت محسوس کر رہے ہیں ہم گورنر جنرل کو اختیار دیتے ہیں کہ اگر یہ امر بادشاہ سے سمجھوتے میں معاون ہو تو وہ اپنی رائے کے مطابق بادشاہ کی ان ضروریات کیلئے کوئی فوری انتظام کریں۔ خواہ بادشاہ کے موجودہ وظیفہ میں کسی فوری رقم کا اضافہ کریں یا قلعہ کی مرمت کا بار حکومت کے ذمہ لے لیں، یا ان دونوں صورتوں کے بین بین کوئی راہِ عمل اختیار کریں۔

۳۶۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ان انتظامات کے ذریعہ جن کا ہم نے گورنر جنرل کو مجاز قرار دیا ہے ملک معظم کی دشواریوں کا ان کی منشا کے مطابق ازالہ ہو سکیگا۔ اور یہ راہِ عمل شاہی خاندان کے غریب افراد کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوگی۔

(باقی آئندہ)